Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون ۴۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم منگل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

جلد ۶۴/۲۹	۱۸ رجب ۱۳۹۵ھ ٭ ۲۹ وفا ۱۳۵۴ہش ٭ ۲۹ جولائی ۱۹۷۵ء	نمبر ۱۷۲

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۹ وفا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ

احباب التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت سے رکھے اور حضور کی عمر میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے۔ آمین

ربوہ ۲۹ وفا۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا:۔

طبیعت میں ضعف ہے

احبابِ جماعت توجہ کے ساتھ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کو اپنے فضل سے کامل شفا عطا فرمائے اور تادیر سلامت رکھے۔ آمین

کراچی سے اطلاع آئی ہے کہ محترم نواب محمد احمد خان صاحب تا حال علیل ہیں۔ چینی ڈاکٹر کے علاج کی بجائے اب پہلے ڈاکٹر صاحب کا علاج شروع کروا دیا گیا ہے۔ احبابِ جماعت التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے کامل شفا عطا فرمائے۔ آمین

ماہِ صیام میں حفّاظ کی ضرورت

ماہِ صیام غالباً ۷ یا ۸ ستمبر سے شروع ہو رہا ہے جس کے لئے نظارت ہذا کو ان حفّاظ صاحبان کے پتہ جات درکار ہیں جو ماہِ صیام میں مرکز کے انتظام کے ماتحت مختلف جماعتوں میں جا سکیں وہ خود نیز امراء و صدر صاحبان ایسے حفّاظ کے پتہ جات ۲۰ اگست تک دفتر اصلاح و ارشاد کو بھجوا دیں تا پروگرام کے مطابق بروقت ان کو بھجوایا جا سکے۔

اسی طرح جن جماعتوں کو حفّاظ کی ضرورت ہو وہ بھی اپنی درخواستیں ۲۰ اگست تک نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

چندہ مجلس انصار اللہ و اشاعت و تعمیر ہر ماہ ادا کر کے ممنون فرمائیں۔

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حق کے طالب کیلئے ضروری ہے کہ وہ حقیقی ایمان کی تلاش میں لگا رہے

کامل نجات اور سچّی خوشحالی کا مالک وہی ہے جسے اسی دُنیا میں زندہ اور حقیقی نور حاصل ہو گیا

"ایک بھاری مرحلہ جو ہمیں طے کرنا چاہیئے وہ خداشناسی ہے اگر ہماری خداشناسی ہی ناقص اور مُشتبہ اور دُھندلی ہو تو ہمارا ایمان ہرگز منوّر اور چمکیلا نہیں ہو سکتا اور یہ خداشناسی جب تک کہ رحیمیّت کی صفت کے ذریعہ سے ہمارا چشم دید واقعہ نہ بن جائے تب تک ہم کسی طرح سے اپنے ربِّ کریم کی حقیقی معرفت کے چشمہ سے آبِ زلال نہیں پی سکتے۔ اگر ہم اپنے تئیں دھوکہ نہ دیں تو ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ ہم تکمیلِ معرفت کے لئے اِس بات کے محتاج ہیں کہ خدا تعالیٰ کی صفتِ رحیمیّت کے ذریعہ سے تمام شکوک و شبہات ہمارے دُور ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کی رحمت اور فضل اور قدرت کی صفات تجربہ میں آ کر ہمارے دل پر ایسا قوی اثر پڑے کہ ہمیں ان نفسانی جذبات سے چھڑائے جو محض کمزوریٔ ایمان اور یقین کی وجہ سے ہمارے پر غالب آتے اور دوسری طرف رُخ کر دیتے ہیں۔

کیا یہ سچ نہیں کہ انسان اِس چند روزہ دُنیا میں آ کر بوجہ اس کے کہ خداشناسی کی پُرزور کرنیں اس کے دِل پر نہیں پڑتیں ایک خوفناک تاریکی میں مُبتلا ہو جاتا ہے اور جس قدر دُنیا اور دُنیا کے املاک اور دُنیا کی ریاستیں اور حکومتیں اور دولتیں اس کو پیاری معلوم ہوتی ہیں اس قدر عالمِ معاد کی لذّات اور خوشحالیٔ حقیقی کی جستجو اس کو نہیں ہوتی اور اگر کوئی نسخہ دُنیا میں ہمیشہ رہنے کا نکلے تو اپنے مُنہ سے اس بات کے کہنے کے لئے تیار ہے کہ مَیں بہشت اور عالمِ آخرت کی نعمتوں کی خواہش سے باز آیا پس اس کا کیا سبب ہے؟ یہی تو ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی قدرت اور رحمت اور وعدوں پر حقیقی ایمان نہیں۔ پس حق کے طالب کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اس حقیقی ایمان کی تلاش میں لگا رہے اور اپنے تئیں یہ دھوکا نہ دے کہ مَیں مسلمان ہوں اور خدا اور رسُولؐ پر ایمان لاتا ہوں ۔۔۔ کیونکہ مرنے کے بعد کامل نجات اور سچّی خوشحالی اور حقیقی سرور کا وہ شخص مالک ہو گا جس نے وہ زندہ اور حقیقی نور اِسی دُنیا میں حاصل کر لیا جو انسان کے مُنہ کو اس کی تمام قوّتوں اور طاقتوں اور ارادوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف پھیر دیتا ہے اور جس سے اس سفلی زندگی پر ایک موت طاری ہو کر انسانی رُوح میں ایک سچّی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔"

(ایّام الصلح صفحہ ۱۶)

پبلشر: مسعود احمد ٭ پرنٹر:۔ سید عبد الحی ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت:۔ دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۹ وفا ۱۳۵۴ھ
۲۹ جولائی ۱۹۷۵ء

نُصرتِ الٰہی کا وعدہ پُورا ہونے کی لازمی شرط

اللہ تعالیٰ نے حقیقی مومنوں کو ایک بہت بڑی تسلّی دی ہے اتنی بڑی کہ جس کے بعد اور کسی تسلّی کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی اور وہ تسلّی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یقین دلایا ہے کہ وہ انہیں ہر قدم پر اپنی تائید و نصرت سے نوازے گا اور اس لئے نوازے گا کہ اُس نے مومنوں کی مدد کرنا خود اپنے پر فرض کر رکھا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا:۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْ
هُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ط
وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (الروم آیت ۴۸)

ترجمہ:۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے تھے پس وہ ان کے پاس کھُلے کھُلے نشان لیکر آئے اور ہم نے مجرموں سے مناسب بدلہ لیا۔ اور مومنوں کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔

اب چونکہ خدا تعالیٰ نے حقیقی مومنوں کی مدد کرنا اپنے پر فرض کر رکھا ہے یعنی وہ ضرور بالضرور انہیں اپنی مدد سے نوازتا ہے اس لئے اُس نے مسلمانوں کو پہلے سے ہی یہ بشارت دیدی کہ جب بھی تمہارا اسلام کے مخالفوں سے مقابلہ ہوگا تو اگر تم واقعی حقیقی مومن ہوگے تو تم ہی بالا رہوگے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ تم حقیقی معنوں میں مومن ہو اور تم بالا نہ رہو۔ چنانچہ فرمایا:۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (آل عمران آیت ۱۴۰)

ترجمہ:۔ اور تم کمزوری نہ دکھاؤ اور نہ غم کرو اور اگر تم مومن ہو تو تم ہی بالا رہو گے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو اس آیۂ کریمہ میں وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ پر اتنا زور نہیں ہے جتنا زور اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ پر ہے کیونکہ اصل اور بنیادی بات حقیقی مومن ہونا ہے، دُوسروں پر بالا اور فائق رہنا اس کا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ اگر بعض لوگ ایمان کا دم بھرنے کے باوجود عند اللہ حقیقی مومن نہیں ہیں تو پھر ضروری نہیں کہ انہیں بالادستی اور غلبہ نصیب ہو یا بالفاظِ دیگر ضروری نہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں اپنی تائید و نصرت کا مورد بنائے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ حقیقی مومنوں سے کون لوگ مراد ہیں سو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد جگہ ایمان کا دم بھرنے والوں کو بعض مخصوص نیک اعمال بجالانے کی طرف توجہ دلائی ہے اور فرمایا یہ ہے کہ اگر تم مومن ہو تو فلاں فلاں نیک اعمال بجالاؤ۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (الانفال آیت ۲)

ترجمہ:۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور آپس میں اصلاح کی کوشش کرو اور اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کئے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی پوری پوری اطاعت بجالائے بغیر (یعنی تمام اوامر و نواہی پر کما حقہٗ عمل کئے بغیر) کوئی شخص عند اللہ حقیقی مومن قرار نہیں پا سکتا۔ سو سورۃ الروم کی آیت ۴۸، سورۃ آل عمران کی آیت ۱۴۰ اور سورۃ الانفال کی آیت ۲ ہر سہ آیات پر یکجائی نظر ڈالنے سے صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن مومنوں کی مدد کرنا اور انہیں بالادستی عطا کرنا اپنے پر فرض کر رکھا ہے وہ وہی مومن ہوں گے جو تقویٰ اختیار کرکے ہر باریک در باریک رگِ گناہ سے بچنے اور نیکیاں بجالانے والے ہوں نیز ایسا کرنے میں وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کے پُورے پُورے فرمانبردار ہوں حتیٰ کہ اُن کی کوئی حرکت اور سکون اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے خلاف نہ ہو۔ سو نصرتِ الٰہی کا مورد اور اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کا مصداق بننے کے لئے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری ضروری ہے۔ اگر اعمال سراسر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے احکام اور ہدایات کے خلاف ہوں تو محض زبانی یا رسمی ایمان نصرتِ الٰہی کو جذب کرنے کا موجب نہیں بن سکتا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ اور رسولؐ کی کامل اطاعت کے لئے وفا اور صدق و اخلاص کو ضروری قرار دیا ہے کیونکہ وفا اور اخلاص کے بغیر کامل اطاعت کی توفیق نہیں مل سکتی۔ اطاعت بجالانے کا حق وہی ادا کرتا ہے جو اپنے نفس اور دُنیا کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرکے ہمہ تن خدا کا ہو جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کا نعرہ لگایا تھا تو اسلئے کہ آپؑ خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرکے اپنے اوپر ایک موت وارد کرنے کیلئے تیار ہوگئے تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے لئے صدق و اخلاص اور وفا کے جذبہ سے بھرپور و معمور تھے اسی لئے آپ نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کا اپنے عمل سے ایسا ثبوت دیا جو رہتی دُنیا تک آنے والی قوموں اور نسلوں کے لئے مشعل راہ کا کام دیتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے خود آپ کے جذبۂ وفا کی تعریف کی۔ جیسا کہ فرمایا وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى۔ اس وفا، صدق و اخلاص اور کمال درجہ اطاعت کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہایت غیر معمولی تائید و نصرت سے نوازا اور آپ کے مخالف قوت طاقت اور تعداد میں بہت زیادہ ہونے کے باوجود آپ پر غالب نہ آسکے۔ غالب آپ ہی رہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے لئے آپ کے اخلاص و وفا اور اطاعت کے جذبۂ بے اختیار کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے (اور اس کی نصرت کا مورد بننے) کی راہ یہ ہے کہ اس کے لئے صدق دکھایا جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو قرب حاصل کیا تو اسکی وجہ یہی تھی (کہ آپ نے خدا کیلئے اخلاص دکھایا) چنانچہ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى یعنی ابراہیمؑ وہ ابراہیم ہے جس نے وفاداری دکھائی۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری اور صدق اور اخلاص دکھانا ایک موت چاہتا ہے۔ جب تک انسان دُنیا اور اس کی ساری لذتوں اور شوکتوں پر پانی پھیر دینے کو تیار نہ ہو جاوے اور ہر ذلّت اور سختی اور تنگی خدا کے لئے گوارا کرنے کو تیار نہ ہو یہ صفت پیدا نہیں ہوسکتی۔ ..... ابراہیم علیہ السلام کو جو یہ خطاب ملا کیا یہ یونہی مل گیا تھا؟ نہیں۔ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى کی آواز اُس وقت آئی جبکہ وہ بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ عمل کو چاہتا اور عمل ہی سے راضی ہوتا ہے اور عمل دُکھ سے آتا ہے۔ لیکن جب انسان خدا کے لئے دُکھ اٹھانے کو تیار ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اس کو دُکھ میں نہیں ڈالتا۔ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لئے اپنے بیٹے کو قربان کر دینا چاہا اور پوری تیاری کر لی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے بیٹے کو بچالیا۔ وہ آگ میں ڈالے گئے لیکن آگ ان پر کوئی اثر نہ کرسکی۔ انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکلیف اٹھانے کو تیار ہو جاوے تو خدا تعالیٰ (اپنی تائید و نصرت کے ذریعہ) تکالیف سے بچالیتا ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۴۲۹، ۴۳۰)

الغرض اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا مورد بننے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے عمل سے اپنا حقیقی مومن ہونا ثابت کرے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پُوری پُوری فرمانبرداری بجالائے اور اس طرح صدق اخلاص اور وفا کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کرے۔ بدوں اس کے اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کی اُمید رکھنا اور اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کا مصداق بننے کی تمنا کرنا محض بے کار ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جہیز کی مروجہ رسم اور اس کی قباحتیں

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایم اے سابق مبلغ انچارج سیرالیون و جزائر فجی

موجودہ معاشرہ میں غیر اسلامی اثرات کے تحت لڑکیوں کی شادی پر انہیں جہیز دینا شادی کا ایک لازمی جزو بن چکا ہے اور لڑکی اور اس کے سسرال کی پسند اور مرضی کے مطابق جہیز مہیا کرنا ایسی ضروری رسم ہے کہ جس کے بغیر شادی بالکل نامکمل سمجھی جاتی ہے۔ ہزاروں خاندانوں کی لڑکیاں مطلوبہ جہیز میسر نہ ہونے کی وجہ سے با شاندار اور حسب حال جہیز تیار ہو جانے کے طویل انتظار میں اپنی جوانیاں کھو کر سہاگ سے ہی محروم رہ جاتی ہیں۔

کون نہیں جانتا کہ جہیز کی رسم اور اس کے لوازمات اور مطالبات کی تکمیل کی خاطر ہمارے معاشرہ کی بے شمار مجبور لڑکیاں خود محنت مزدوری سلائی وغیرہ یا ملازمت کر کے اپنا جہیز اتنا اور ایسا تیار کرنے میں سالہا سال مصروف رہتی ہیں۔ جس کی کشش ان کی شادی جلد اور اچھی جگہ ہو جانے کا موجب بنے اور سسرال میں ان کے والدین اور خاندان کی مالی دھاک بھی بیٹھ جائے بعض غریب والدین اپنی لڑکی کے شاندار اور قیمتی جہیز کی تیاری کی خاطر قرض اٹھا کر اپنی زمین فروخت کر کے یا مکان رہن رکھ کر اپنے آپ کو اس بری طرح سے زیر بار کر لیتے ہیں کہ پھر وہ بوجھ ان کے لئے اقتصادی لحاظ سے عمر بھر کے لئے وبال جان بن کر رہ جاتا ہے۔

جہیز پر خرچ کی حد بندی

غرضیکہ جہیز اپنی موجودہ رسمی شکل میں آج اقتصادی لحاظ سے اُمّت مسلمہ کے لئے ایک لاینحل مسئلہ، ایک مستقل مصیبت اور تکلیف مالا یطاق کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ چنانچہ آج کل کی بڑھتی ہوئی مہنگائی اور اقتصادی بحران کے پیش نظر جہیز کی اس صورت حال کے تدارک کے لئے حال ہی میں پنجاب اسمبلی میں ایک مسودۂ قانون برائے منظوری پیش کیا گیا جس کے مطابق [illegible] کے موقعہ پر زیادہ سے زیادہ چھ ہزار روپے کا جہیز دیا یا لیا جا سکے گا۔ اس پر بعض اخبارات کی طرف سے تنقید بھی ہوئی ہے کہ یہ قانون اپنی موجودہ شکل میں اگر پاس ہو گیا تو قابل عمل نہیں ہوگا اور نہ اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کا کوئی سراغ لگایا جا سکے گا نہ ان پر فرد جرم لگانا آسان ہو گا اور نہ ہی آجکل کے نہایت مہنگے زمانہ میں چھ ہزار میں ایسی اور اتنی چیزیں مہیا ہو سکیں گی جو عرف عام میں صحیح معنوں میں "جہیز" کہلا سکیں۔ خصوصاً جبکہ مسودہ قانون میں آمدنی کے مختلف گریڈ بنائے گئے ہیں۔ مثلاً جن کی آمدنی چھ ہزار روپے سالانہ ہو گی وہ زیادہ سے زیادہ صرف دو ہزار روپے کا جہیز یا تحائف اپنی بیٹی کو دے سکیں گے۔ جبکہ تیس ہزار روپے یا اس سے زائد آمدنی والے والدین چھ ہزار روپے سے زیادہ کا جہیز نہ دے سکیں گے۔ ایسے ناقدین کے نزدیک ہمارے روپیہ کی موجودہ عالمی قیمت اور اہمیت کے لحاظ سے چھ ہزار روپے میں تو چھ تولہ سونے کے زیور بھی بمشکل مہیا ہو سکیں گے جبکہ کم سے کم زیوروں کا مطالبہ آجکل عموماً آٹھ دس تولے کا ہوتا ہے اور اتنے ہی اسکے ساتھ جوڑے بھی طلب کئے جاتے ہیں۔ اندریں صورت ان کے نزدیک جہیز کی رسم کی موجودہ ناقابل عمل اور غیر اسلامی صورت کے تدارک کے لئے مندرجہ بالا مجوزہ قانون شاید کوئی مؤثر اور بہتر نتائج پیدا نہ کر سکے گا۔ بلکہ مزید پیچیدگیاں اور مشکلات پیدا ہونے کا امکان بظاہر زیادہ نمایاں نظر آتا ہے لھذا اس پر نظر ثانی اور مزید غور و خوض کی ضرورت ہے۔

جہیز کی شرعی حیثیت

یہ مسئلہ موجودہ معاشرے کا کوئی معمولی مسئلہ نہیں کہ اسے نظر انداز کیا جائے اور اس کی افادیت اور غیر افادیت اور نفع و نقصان پر غور کر کے اس کا کوئی قابل عمل حل تلاش نہ کیا جائے کتنے والدین ہیں جو اپنی جوان بچیوں کے متعلق اپنا فرض ادا کرنے کے سبب بے چین ہیں مگر جہیز کا مسئلہ ان کے لئے روک بنا ہوا ہے اور ان کی دلی تمنائیں بے کسی اور مجبوری کے ماحول میں تڑپ رہی ہیں کتنے غریب خاندان ہیں ہمارے وطن میں جو وقت کی روٹی کے لئے بھی اکثر پریشان رہتے ہیں مگر ان کے مقابلے میں ایسے افراد اور خاندان بھی بے شمار ہیں جو اپنی بیٹیوں کو نکاح میں دیتے وقت لاکھوں روپے کا سامان زیورات نمائش کے طور پر بطور جہیز دیتے ہیں۔ پس یہ ایک معاشرتی اور اہم سماجی مسئلہ ہے جس کی طرف خصوصاً توجہ نہایت ضروری ہے۔

اور چونکہ اس رسم کی مذہبی اور دینی یا شرعی حیثیت قطعی طور پر کوئی نہیں اس لئے اس بارے میں پہلا قدم یہی ہونا چاہیے کہ بار بار عوام کے ذہن نشین کرایا جائے کہ جہیز کی موجودہ صورت کی اسلام میں کوئی حیثیت نہیں اور نہ اس کا جواز ثابت کیا جا سکتا ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ رسم مسلمانوں میں ایک بدعت کے طور پر قرونِ وسطیٰ میں پیدا ہوئی ہو یا ہندوؤں کے معاشرے کا چربہ ہے۔

ہمارے ملک میں عام طور پر جہیز کی رسم کو اُسی طرح ایک دینی اور اسلامی فریضہ خیال کیا جاتا ہے جس طرح نکاح مہر رخصتی ولیمہ وغیرہ ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ رسم شرعی طور پر نہ صرف کوئی فریضہ نہیں ہے بلکہ اسے مسنون یا مستحب ثابت کرنے کے لئے بھی ہمارے پاس کوئی شرعی تاریخی روایتی یا فقہی دلیل موجود نہیں۔ بلکہ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے شرعی اور دینی طور پر اس رسم کی قطعاً کوئی حیثیت اسلام میں نہیں ہے۔ زمانۂ جاہلیت کے عرب معاشرہ میں اس رسم کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بعد کی تاریخ و معاشرہ میں بھی خاکسار اپنی تحقیق کے مطابق اس کی کوئی نشاندہی نہیں کر سکا۔ قرآن کریم میں نکاح اور اس کی غرض و غایت، حقوقِ زوجین، مہر وغیرہ کی تفصیلات تو تسلی بخش طور پر موجود ہیں مگر جہیز کا کہیں نشان نہیں ملتا۔ سنت و اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تعامل صحابہ رضوان اللہ علیہم نیز احادیث و تاریخ میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے اُمّہات المومنین رضی اللہ عنہن اور بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابیات کے نکاحوں شادیوں رخصتوں اور ولیموں کی تفصیل تو ملتی ہے مگر جہیز کا کہیں ذکر نہیں دورِ صحابہ سے آگے تابعین کے دور میں بھی اس رسم کا کوئی نام نشان نہیں ملتا

جہیز کی لغوی اور تاریخی حیثیت

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کے کچھ عرصہ بعد اپنی مرضی سے اپنا سارا مال جائیداد اپنے مقدس و پاک خاوند حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا تھا لیکن وہ کسی صورت میں بھی جہیز کے ضمن میں نہیں آتا اور حضور نے یا کسی اور نے کبھی اسے جہیز قرار نہیں دیا۔ اس لئے اس سے حجت نہیں پکڑی جا سکتی۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ بنت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کا آگے ذکر آئے گا جہیز کے لغوی معنوں کے متعلق حقیقت یہ ہے کہ اردو زبان میں "جہیز" کے معنی اس سامان کے ہیں جو دلھن بیٹی کی رخصتی کے وقت اس کے والدین کی طرف سے اس کے نئے گھر کے لئے دیا جاتا ہے اور جسے وہ وقتِ رخصت اپنے ساتھ اپنے سسرال لے جاتی ہے۔ عربی زبان میں اس مفہوم کیلئے لغوی لحاظ سے کوئی لفظ نہیں ہے۔ البتہ لفظ "جہاز" اور "جہیز" دونوں کے معنی عربی اصطلاح یا زبان میں سامانِ خورد و نوش کے اور محتاج کی حاجت روائی کرنے کے ہوتے ہیں یا وہ اونٹ مراد ہوتا ہے جو ساز و سامان سے لدا ہوا ہو قرآن مجید میں یہ لفظ سورۃ یوسف میں دو مرتبہ آیا ہے یعنی فَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ جس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ حضرت یوسفؑ نے اپنے محتاج بھائیوں کو قحط کی مصیبت سے نجات کے لئے سرکاری سٹور سے سامانِ خورد و نوش غلہ وغیرہ مہیا کیا۔ پس "جہیز" کے جو معنی آجکل مروج ہیں ان معنوں میں یہ لفظ عربی میں استعمال نہیں ہوتا تھا۔ البتہ اب ہونے لگا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مالدار لوگوں میں سے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ ان کی لاڈلی اور پیاری بیٹی تھیں اُن کی رخصتی کی یہاں تک تفصیلات موجود ہیں کہ اُن کی والدہؓ اور دیگر عورتیں رخصتی کے روز ان کو باہر سے پکڑ کر لائیں جب کہ وہ معصومیت کے عالم میں اپنی سہیلیوں سے کھیل رہی تھیں اور ان کے بالوں کو خوشبو لگا کر کنگھی کی اور تیار کیا وغیرہ لیکن وہاں بھی اُن کے مالدار باپؓ کی طرف سے انہیں کسی جہیز دینے کا ذکر نہیں ہے آخر کیوں نہیں ہے۔ ثابت ہوا کہ یہ رسم پوری کرنا مالداروں پر بھی اُس وقت واجب نہیں تھا اور نہ اُس کا کوئی رواج تھا

کتب فقہ میں جہیز کا ذکر

کتب فقہ میں بھی چودہ سو سالہ دوران آج تک اس رسم کی کوئی شرعی یا فقہی حیثیت تسلیم نہیں کی گئی۔ بلکہ یہ لکھا ہے کہ شریعت میں کوئی نص اس کی تائید میں موجود نہیں ہے چنانچہ فقہ کی ایک اہم اور مشہور کتاب "الفقہ علی المذاہب الاربعۃ" میں لکھا ہے ۔

امّا مسئلۃ الجھاز فان الصحیح الذی لاریب فیہ ان کل شیٔ یذکر مھراً ویقع التعاقد علیہ بصفتہ مھراً فانہ لا یقابلہ الا نفس الزوجۃ دون شیٔ آخر مھما کان کثیراً فاذا تزوجھا الزوج مثلاً علی الف جنیہ مھراً وکانت العادۃ ان مثل ھذا المھر یقابل جھازٌ کبیرٌ یلیق بحالھما ولکنّھا لم تفعل فانہ لا حق للزوج فی مطالبتھا بالجھاز واذا تعاقد علی مھر ثم اعطی لھا مبلغاً آخر تجھّز بہ نفسھا فاخذتہ ودخلت لہ بدون جھاز فان سکت زمناً یدل علی رضاہ۔

یعنی جہیز کے متعلق یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اس بارے میں صحیح مسلک فقہ میں یہی ہے کہ وہ رقم یا چیز جسے مہر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور اس پر ایک مرد و عورت کا عقد قرار پاجاتا ہے وہ مہر خواہ کتنا بھی بڑا ہو اس کے بدلے سوائے بیوی کی ذات کے مرد اور کسی چیز یا جہیز وغیرہ کا حق نہیں جتا سکتا اور جہیز کی کوئی شرط اس کی قابل قبول نہیں ہوگی۔ مثلاً ایک شخص اپنا مہر ایک ہزار پونڈ ادا کرتا ہے اور عموماً مہر میں اتنی رقم وصول کرلینے والی لڑکی رواج کے مطابق اس رقم سے اتنا ہی جہیز بنا کر لاتی ہے لیکن اگر اس کی دلہن ایک ہزار پونڈ مہر وصول کرلینے کے باوجود سوائے اپنی ذات کے کوئی جہیز ساتھ لاکر نہیں لاتی تو خاوند کا کوئی حق نہیں کہ جہیز کا مطالبہ کرے یا جہیز نہ لانے کا اسے طعنہ دے کیونکہ مہر کی وہ رقم دلہن کی ذاتی ملکیت ہے خواہ خرچ کرے خواہ نہ کرے بلکہ وہ اس مہر کے علاوہ بھی اگر اس نے کچھ رقم اپنی دلہن کو جہیز بنانے کے لئے رخصتی سے پہلے پیش کی تھی مگر وہ اس رقم سے کوئی جہیز بنا کر نہیں لاتی تو اس صورت میں بھی اگر خاوند عرصہ تک خاموش رہا تو اس کا حق ساقط ہو جائے گا اور سکوت رضامندی تصور ہوگی۔

(جلد ۴ صفحہ ۱۷۸)

اسی طرح "احکام الشرعیۃ" میں لکھا ہے

"الجھاز اعداد البیت لیس واجباً علی الزوجۃ اذ لا یوجد نصٌ من مصادر الشریعۃ یفید ان الجھاز واجبٌ علی الزوجۃ کما انہ لا یوجد ما یدل علی ان الجھاز واجب علی ابیھا۔ فلا تجبر الزوجۃ شرعاً علی ان تجھز نفسھا من مھرھا ولا من غیرہ کما لا یجبر ابوھا علی ذالک ولیس لزوجھا ان یلزمھا او یلزم اباھا بالجھاز فاذا قامت بالجھاز فھی متبرعۃ فاعداد البیت واجب علی الزوج فقط"

(احکام الشریعۃ الاسلامیۃ نعم عبد اللہ استاذ الشریعۃ الاسلامیۃ فی کلیۃ الحقوق بمصر)

یعنی جہیز اور اثاث البیت کا مہیا کرنا یا رخصتی کے وقت اپنے ساتھ لانا دلہن پر واجب نہیں ہے کیونکہ اس بارے میں شریعت میں کوئی نص اور کوئی دلیل ایسی موجود نہیں ہے کہ جہیز مہیا کرنا دلہن یا اس کے والدین پر واجب ہے بلکہ شریعت اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتی کہ دلہن کو اپنے مہر میں سے جہیز تیار کرکے لانے کے لئے مجبور کیا جائے یا ایسی کوئی شرطیں لگائی جائیں اور نہ ہی مہر کے علاوہ کسی طریق یا مد سے جہیز تیار کرکے لانے کی اس پر شرط عائد کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح دلہن کے والدین دلہن کے مہر میں سے یا اپنے مال سے جہیز مہیا کرنے پر مجبور نہیں کئے جاسکتے۔ پس دولہا کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنی ہونے والی دلہن یا اس کے والدین پر جہیز مہیا کرنے کی شرطیں عائد کرے اور ان کے لئے اُسے لازم قرار دے۔ ہاں اگر وہ کوئی جہیز اپنے طور پر لے آتی ہے تو یہ اُس کی مرضی پر ہے کیونکہ گھر میں استعمال کی ضروریات وغیرہ مہیا کرنا خاوند کا کام ہے بیوی کا نہیں ہے"۔

مذکورہ بالا حوالوں سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ جہیز کی رسم کسی شرعی دینی یا فقہی بنیاد اور نص پر قائم نہیں ہے بلکہ یہ محض ایک رسمی اور رواجی بات تھی جو غالباً والدین کی اپنی بیٹی سے محبت کے اظہار اور اس کی مدد کے ایک ذریعہ کے طور پر شروع ہوئی اور بڑھتے بڑھتے موجودہ بھیانک اور مسرفانہ شکل اختیار کرگئی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز

چونکہ اس رسم کی تائید میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ اور پیاری صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنی بیٹی کو دی گئی۔ چیزوں اور سامان کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے اسلئے اس واقعہ کی پوری تفصیل جیسے کہ احادیث میں آتی ہے یہاں پیش ہے تا کہ معلوم ہو سکے کہ حضرت سیدۃ نساء اہل الجنۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو جو سامان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دیا گیا وہ اُن اصطلاحی معنوں میں قطعی طور پر جہیز نہیں کہلا سکتا جو آجکل جہیز کی رسم کے سمجھے جاتے ہیں بلکہ وہ سامان سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے پیش کردہ مہر کی رقم سے خریدا گیا تھا۔ چونکہ متن حدیث بہت طویل ہے۔ اس لئے اس کا ترجمہ یہاں دیا جاتا ہے۔ خلیفۃ المسلمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز

"میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا۔ "اے رسول خدا آپ جانتے ہیں کہ میں اسلام میں سابقون الاولون میں سے ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ اس سے تمہارا مطلب کیا ہے میں نے عرض کیا اپنی بیٹی فاطمہؓ مجھ سے بیاہ دیں۔ فرمایا کیا تیرے پاس اُسے مہر میں دینے کے لئے کچھ ہے میں نے عرض کیا میرے پاس اس وقت صرف میرا گھوڑا اور میری زرہ ہے فرمایا گھوڑا تو تمہاری اشد ضرورت کی چیز ہے ہاں اپنی زرہ کو اس غرض کے لئے فروخت کردو چنانچہ میں نے اسے چار صد اسی درہم میں اس غرض کے لئے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس فروخت کردیا حضرت عثمانؓ نے زرہ مجھ سے خرید کر کہا کہ اب اس زرہ کا مالک میں ہوں اس سے جو چاہوں کروں اور جس کو چاہوں دوں۔ میں نے کہا ہاں آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے یہ کہہ کر میری زرہ مجھے واپس کردی کہ "اس کے حقدار مجھ سے زیادہ آپ ہیں اسلئے اب یہ میں آپ کو ہبہ کرتا ہوں یہ آپ ہی کو مبارک ہو" میں نے خوش ہو کر تمام ماجرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سنایا۔ . . . . تو حضور نے حضرت عثمان کے حق میں دعائے خیر فرمائی"

اس کے بعد حضرت انسؓ کو حضور نے فرمایا کہ سب انصار و مہاجرین کو مسجد میں بلایا جائے اور پھر سب حاضرین کے سامنے خطبہ ارشاد فرما کر اسی قدر رقم یعنی ۴۸۰ درہم جو میں نے لاکر حضور کی جھولی میں ڈال دیئے تھے۔ مہر نکاح حضرت فاطمہؓ سے پڑھ دیا اور چھوارے سے بھرا طشت منگا کر سب میں تقسیم کروادیا۔ پھر اس رقم میں سے ایک مٹھی بھر کر حضرات ابوبکر حضرت سلمان اور حضرت بلال رضوان اللہ علیہم کو دی اور فرمایا۔ اس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گھر کی ضرورت کا کچھ سامان خرید لاؤ اور کچھ رقم حضرت بلال رضؓ کو علیحدہ دی کہ اس سے خوشبو عطر وغیرہ خرید لے جائیں۔ چنانچہ عطر وغیرہ کے علاوہ ایک گدیلا اور تکیہ، چمڑے کے غلاف، اذخر گھاس سے بھرے ہوئے اور ایک چکی۔ ایک مشکیزہ۔ دو پانی کے گھڑے اور پیالہ اور خمیل یعنی کچھ اناج نرم دلیہ وغیرہ۔ چیزیں بطور سامانِ بیت خریدی گئیں اور رخصتی ہو گئی۔

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ جب تیری بیوی تیرے پاس پہنچ جائے تو آپس میں کوئی بات چیت نہ کرنا بلکہ میرے آنے کا انتظار کرنا۔ چنانچہ حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہؓ کو لے کر ہماری جائے رہائش پر آ گئیں اور حضرت فاطمہؓ ایک جانب بیٹھ گئیں اور میں دوسری جانب جا بیٹھا یہاں تک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا میرے بھائی اِدھر یہاں آ کر بیٹھو۔ جس پر اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے حضورؐ سے عرض کیا حضور نے تو اپنی پیاری بیٹی سے اب اس کا نکاح کر دیا ہے اب بھی آپ کا بھائی؟ فرمایا ہاں بھائی۔ پھر حضورؐ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا برتن میں پانی لاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایک برتن اٹھایا اور پانی ڈال کر لے آئیں۔ حضور نے لیکر اپنے منہ میں پانی ڈالا اور پھر برتن میں ملا دیا۔ پھر حضرت فاطمہؓ کو کھڑا ہونے کے لئے فرمایا اور ان کے سر اور چھاتی پر وہ پانی چھڑکتے ہوئے یہ کلمات پڑھے "اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُعِیْذُھَا بِکَ وَ ذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" پھر انہیں فرمایا پیٹھ پھیریں۔ اور ان کے کندھوں کے درمیان پانی چھڑکتے ہوئے وہی دعا پھر دہرائی۔

حضرت علیؓ روایت جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے برتن میں مزید پانی لانے کے لئے فرمایا چنانچہ میں پانی لایا تو حضورؐ نے پہلے کی طرح کچھ پانی منہ میں ڈال کر اس میں کلی کی اور میرے سینے پر چھڑکاؤ کرتے ہوئے "اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُعِیْذُہٗ بِکَ وَ ذُرِّیَّتَہٗ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" کے الفاظ دہرائے۔ پھر مجھے پیٹھ پھیرنے کو فرمایا اور میرے کندھوں کے درمیان پانی چھڑکتے ہوئے پھر یہی دعا پڑھی۔ اور پھر مزید دعائیں کرنے کے بعد مجھے فرمایا۔ اُدْخُلْ بِاَھْلِکَ بِاسْمِ اللّٰہِ اب تم اللہ کا نام لے کر اپنی بیوی سے میل ملاپ کرو۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ اس دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقدس جوڑے کے لئے یہ دعا بھی فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْھِمَا وَ بَارِکْ عَلَیْھِمَا وَ بَارِکْ لَھُمَا فِیْ نَسْلِھِمَا۔

(مسند امام احمدؒ جزو خامس صفحہ ۱۰۱
اور اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۵۲)

(باقی)

ٹیکنیکل تعلیمی اداروں میں داخلہ

۱۔ گورنمنٹ کمرشل انسٹی ٹیوٹ لیہ

درخواستیں ۱۵ر اگست ۷۵ء تک پہنچ جانی چاہئیں

۲۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ سرگودہا

درخواستیں ۱۸ر اگست ۷۵ء تک پہنچ جائیں۔

(۱ و ۲ کی تفاصیل کے لئے دیکھیں نوائے وقت مورخہ ۲۵ر جولائی ۷۵ء صفحہ ۹)

۳۔ سویڈش پاکستانی انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی گجرات

درخواست بھجوانے کی آخری تاریخ ۱۵ر اگست ۷۵ء۔

(تفاصیل کے لئے دیکھیں پاکستان ٹائمز ۲ر جولائی ۷۵ء ص)

(ناظر تعلیم)

پتہ درکار ہے

حمیدہ بیگم صاحبہ زوجہ ملک عبدالغنی صاحب اسٹیشن ماسٹر سرگودھا کا وصیت کے سلسلہ میں موجودہ پتہ درکار ہے۔ اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں یا کسی صاحب کو ان کے ایڈریس کا علم ہو تو دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

ہفتہ تحریک جدید مجالس خدام الاحمدیہ

جملہ مجالس خدام الاحمدیہ کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ مرکز کی طرف سے ہفتہ تحریک جدید منانے کے لئے ۱۵ر ظہور ۱۳۵۴ھش (اگست ۱۹۷۵ء) تا ۲۱ر ظہور ۱۳۵۴ھش (اگست ۱۹۷۵ء) وقت مقرر ہوا ہے۔

مرکز کی طرف سے ضروری ہدایات بذریعہ سرکلرز بھجوائی جا رہی ہیں۔ مجالس ان ہدایات کی روشنی میں ہفتہ تحریک جدید منائیں اور اسے ہر ممکن طریق سے کامیاب بنائیں۔

(مہتمم تحریک جدید مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

پرچہ قرآن مجید

برموقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ

امسال ہمارا سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۲۴-۲۵-۲۶ر اکتوبر ۱۹۷۵ء بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار منعقد ہو رہا ہے۔ ہر سال اجتماع کے موقع پر خدام کا پرچہ قرآن مجید ہوتا ہے۔ امسال اس پرچہ کے لئے نصاب حسب ذیل ہوگا:۔

(۱) پہلا پارہ مکمل با ترجمہ

(۲) آخری دس سورتیں با ترجمہ

قائدین سے گزارش ہے کہ خدام کو اس کی تیاری کروائیں۔ اس پرچہ کا نتیجہ بعد میں مجالس کو بھجوایا جائے گا۔

(معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

دعائے مغفرت

عزیزہ کوثر سلطانہ بنت لطیف احمد صاحب بھٹہ آف شاہدرہ مورخہ ۲۳ر جولائی بروز بدھ ساڑھے چار بجے شام دل کا اچانک دورہ پڑنے سے اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ مکرم عبدالحکیم صاحب کی پوتی اور سراج الاطباء حکیم مختار احمد صاحب آف شاہدرہ کی نواسی تھیں۔ عزیزہ نیک سیرت، صوم و صلوٰۃ کی پابند اور احمدیت کی فدائی تھیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(محمد حیات بیت اللباس۔ ربوہ)

درخواست ہائے دعا

(۱) صدقہ مساجد فنڈ میں پانچ روپے ادا فرماتے ہوئے مکرم عبدالرحمٰن صاحب دہلوی ربوہ مطلع فرماتے ہیں کہ ان کا ایک صاحبزادہ عزیز فضل الرحمٰن عامر کینیڈا میں ہے مخلصین جماعت سے وہ اس دعا کے ملتجی ہیں کہ دیارِ غیر میں اللہ تعالیٰ ان کے بچے کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور درخشندہ مستقبل سے نوازے۔ آمین

(وکیل المال اوّل تحریک جدید۔ ربوہ)

(۲) مکرم ہارون الرشید صاحب ارشد ابن پیر رشید احمد صاحب ارشد مرحوم قریباً دو ہفتہ سے سخت بیمار ہیں اور بہت کمزور و نحیف ہو گئے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کریں۔ (بیگم بشریٰ ہارون بیگن آباد لاہور)

(۳) میرے والد ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کی ۸ر جون کو سکوٹر کے حادثے میں ایک ٹانگ ٹوٹ گئی جس کی وجہ سے بہت پریشانی ہے۔ احباب ان کی صحتِ کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(نصیر احمد ایم۔ اے، اسلام آباد)

(۴) والد محترم شیخ ضیاء الحق صاحب ریٹائرڈ چیف انجینئر کراچی بعارضہ السر (معدہ) شدید علیل ہیں احباب کرام انکی کامل صحت کیلئے دعا فرمائیں۔ (منور احمد انعمی دارالرحمت شرقی ربوہ)

سالانہ اجتماع مجالس خدام الاحمدیہ ۲۴، ۲۵، ۲۶ر اکتوبر کو منعقد ہو رہا ہے [illegible]

بارھویں صدی ھجری

بزرگانِ سلف کے عقائد

حکیم الملّت حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ

حکیم الملّت حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ مجدّد صدی دوازدہم ولادت ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۳ء۔ وفات ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) عظیم صوفی، عظیم متکلم اور عظیم مصنف تھے۔ ہندوستان سے پہلا فارسی ترجمۂ قرآن آپ ہی کے قلم سے شائع ہوا۔ حضرت شاہ رفیع الدین، حضرت شاہ عبدالقادر، حضرت شاہ عبدالعزیز اور حضرت شاہ عبدالغنی رحمہم اللہ اجمعین جنہیں برصغیر پاک و ہند میں انوارِ قرآنی پھیلانے کی نمایاں توفیق ملی آپ ہی کے صاحبزادے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ نے مسئلۂ ختمِ نبوت کے بارے میں بھی اُمتِ مسلمہ کی راہ نمائی کی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں :۔

"ختِمَ بہ النبیّون ای لا یوجد مَن یأمرہ اللّٰہ سبحانہٗ بالتشریع علی الناس۔"

(تفہیماتِ الٰہیہ جلد ۲ صفحہ ۷۲-۷۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبی اس طرح ختم کئے گئے ہیں کہ ایسا شخص نہیں پایا جائے گا جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے شریعت دے کر مامور کرے۔

پھر عیسیٰ علیہ السلام کی آمدِ ثانی کے بارہ میں اپنا عقیدہ یہ بیان فرماتے ہیں :۔

"یزعم العامۃ انّہ اذا نزل الی الارض کان واحداً من الاُمّۃِ کلّا بل ھُوَ شرحٌ لِلاسمِ الجامع المحمّدیّ ونسخۃٌ منتسخۃٌ مِنہُ۔" (الخیر الکثیر صفحہ ۱۱۱ مکتبہ رحیمیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور۔ صوبہ سرحد)

عوام کا خیال ہے کہ مسیح ابن مریم کا جب زمین کی طرف نزول ہوگا تو وہ محض اُمتی ہوں گے۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسم جامع محمّدی کی پوری شرح اور اس کا دوسرا نسخہ ہوں گے۔

صد سالہ احمدیّہ جوبلی فنڈ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا :۔

"اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ جب وہ انسان کے لیے برکات اور رحمتوں کے سامان پیدا کرتا ہے اور انسان کی عاجز قربانیوں کو قبول کرتا ہے تو وہ لوگ جو زمین کی پستیوں کی طرف جھکنے والے ہیں وہ حسد کی آگ بھڑکاتے ہیں اور حسد کی یہ آگ ایک عقلمند مومن مسلم کے لئے یہ دلیل مہیا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قربانیوں کو قبول کیا۔"

اے مخلصینِ جماعت احمدیہ! غلبۂ اسلام کے لئے قربانیاں کرتے جائیے اور "صد سالہ احمدیّہ جوبلی فنڈ" جو اس مہم کو تیز کرنے کے لیے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جاری فرمایا ہے اسے پختہ عزم کے ساتھ کامیاب بنائیے۔

(سیکرٹری صد سالہ احمدیّہ جوبلی فنڈ)

دفاتر صدر انجمن احمدیّہ میں محرّرین کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کے دفاتر میں محرّرین کی ضرورت ہے۔ صرف وہی نوجوان درخواستیں دیں جو دینی کاموں میں شغف اور خدمت دین کا شوق رکھتے ہوں۔ ایسی درخواستیں ۱۴ر ظہور/اگست ۱۹۷۵ء تک سیکرٹری کمیشن (ناظر بیت المال آمد) کے نام بھجوا دی جائیں۔ تعلیمی قابلیت کم از کم میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ جو امیدوار کمیشن کے تحریری امتحان اور انٹرویو میں کامیاب ہوں گے انہیں حسبِ ضرورت تاریخ تقرر سے ۲۷۰-۷/۲۳۵-۶/۱۷۵-۵-۱۲۵ کے گریڈ میں ماہوار تنخواہ ۱۲۵+ الاؤنس ۳۵/- دی جائے گی۔ گریجوایٹ امیدوار جنہوں نے تمام مضامین میں بی اے کا امتحان پاس کرلیا ہے کو تقرر کے وقت ۳۱۰-۱۰/۲۶۰-۸/۱۸۰-۶-۱۵۰ کا گریڈ دیا جاسکے گا۔ ۳۵/- روپے مہنگائی الاؤنس تنخواہ کے علاوہ ہوگا۔

جو اُمیدوار کمیشن کا امتحان پہلے پاس کرچکے ہیں لیکن ان کا تقرر نہیں ہوا وہ بھی اب ملازمت کے لئے پھر کمیشن کا امتحان دیں گے۔ انہیں باری پر صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت کے لئے موقعہ دیا جائے گا۔

درخواست بھجواتے وقت مندرجہ ذیل کوائف درج کئے جائیں۔ نامکمل درخواستوں کو زیرِ غور نہیں لایا جاسکے گا۔

۱۔ نام امیدوار معہ مکمل پتہ۔
۲۔ ولدیت
۳۔ تعلیمی قابلیت معہ نقل سند
۴۔ تاریخ پیدائش معہ حوالہ سند
۵۔ سابقہ تجربہ
۶۔ جسمانی صحت کے متعلق ڈاکٹری سرٹیفکیٹ
۷۔ چال چلن و دینی حالت کے متعلق امیر/پریذیڈنٹ اور قائد خدام الاحمدیہ کی تصدیق۔

امیدواران مورخہ ۹/۸/۷۵ کی صبح ۷ بجے نظارت بیت المال آمد میں پہنچ جائیں۔
تحریری امتحان مورخہ ۹/۸/۷۵:- ۸ بجے صبح سے ۹½ بجے۔
انٹرویو مورخہ ۱۰/۸/۷۵:- ۹½ بجے صبح

نوٹ:- کاغذ قلم ہمراہ لائیں۔

(ناظر بیت المال آمد)

جامعہ نصرت برائے خواتین (ڈگری کالج) ربوہ

نوٹس داخلہ

جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ میں گیارھویں کلاس (آرٹس و سائنس مضامین) میں داخلہ کیلئے درخواستیں مجوزہ فارم پر ۱۷ر اگست ۱۹۷۵ء تک معہ کریکٹر، پروویژنل اور تفصیلی نمبروں کے سرٹیفکیٹس کے مطلوب ہیں۔ فارم داخلہ کالج آفس سے دفتری اوقات میں حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ سرگودھا بورڈ کے علاوہ کسی بورڈ سے آنے والی طالبات اپنی درخواست کے ہمراہ ٹرانسفر سرٹیفکیٹ ضرور منسلک کریں۔

منتخب امیدوار طالبات کی فہرست ۲۱ر اگست ۱۹۷۵ء کو کالج نوٹس بورڈ پر لگادی جائے گی۔ ہوسٹل کا انتظام موجود ہے!

ادائیگی فیس:- ۲۳ر اگست تا ۲۷ر اگست ۱۹۷۵ء!

پرنسپل
جامعہ نصرت برائے خواتین
ربوہ

(I.P.L 2175)

الفضل آپ کا واحد جماعتی روزنامہ ہے۔ اس میں اشتہار دیکر فائدہ اُٹھائیے۔
(مینجر الفضل۔ ربوہ)

تریاق اٹھرا — اٹھرا کے علاج کے لئے کورس ۲۰/- روپے — نُورِ نظر — اولادِ نرینہ کے لئے کورس ۳۵/- روپے — خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ۔ فون ۵۳۸